بضمن صد سالہ عرس شریف حضرت شیخ الاسلام عطائے خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد

حقیقت فاتحہ
و
استعانت بالاولیاء

تالیف

عمدۃ المحققین امیرِ ملت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد عبد الحمید علیہ الرحمہ
سابق شیخ الجامعہ نظامیہ و امیر امارت ملت اسلامیہ

ناشر
مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔ الہند

بضمن صد سالہ عرس شریف شیخ الاسلام عارف باللہ عطائے رسول اللہ
حضرت امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد

حقیقتِ فاتحہ
و
استعانت بالاولیاء

تالیف

عمدۃ المحققین امیرِ ملت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید صاحب قبلہ علیہ الرحمہ
سابق شیخ الجامعہ نظامیہ

ناشر
مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔ الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام	:	حقیقتِ فاتحہ واستعانت بالاولیاء
مؤلف	:	عمدۃ المحققین امیرِ ملت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید صاحب قبلہ علیہ الرحمہ
بموقع	:	صدسالہ عرس شیخ الاسلام حضرت امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
تعداد	:	1000
سنہ اشاعت	:	1436ھ 2015ء
باہتمام	:	طلبۂ عالم اول جامعہ نظامیہ 1436ھ 2015ء
ناشر	:	مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔
قیمت	:	-/40

ملنے کے پتے : **دفتر اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ**

شبلی گنج، حیدرآباد ۵۰۰۰۶۴، تلنگانہ۔(الہند)

فون: 24576772' 24416847 فیاکس' 24503267

ویب سائٹ: www.jamianizamia.org

ای میل: fatwa@jamianizamia.org

۲۔ شیخ الاسلام لائبریری اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن، نزد جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔ 9701223435

۳۔ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر۔ 040-64534568

۴۔ فضیلت جنگ اکیڈمی، حیدرآباد۔ 09700718834 / 07353847863

۵۔ عرشی کتاب گھر۔ میر عالم منڈی، حیدرآباد۔ 9440068759

۶۔ کاظم سیریز۔ مغل پورہ، حیدرآباد۔ 9177396593

فہرست

عرض حال

خدائے وحدہ لاشریک کے توفیق سے اور بسبب ان اساتذۂ نابغین کے جن کی تعلیم وتربیت نے ہمارے قلوب کو علومِ اسلامیہ کی محبت سے لبریز کردیا اس سال ہم طلبہ عالم اول بموقع صد سالہ عرس شریف حضرت بابرکت جامع الفضائل لامع الفواضل شیخ الاسلام حضرت امام محمد انوار اللہ فاروقی بانئ جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ ایک رسالہ کی طباعت کی آرزو لیکر شیوخین افاضل ادام اللہ فیوضھم ومسؤلین اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ بتوسط اساتذۂ اعلام کے حاضر خدمت ہوئے۔ان بزرگوں کی ایماء پر مبادرت کرتے ہوئے ہم نے رسالہ **حقیقتِ فاتحہ واستعانت بالاولیاء** جو امیر ملت علامہ مولانا مفتی عبدالحمید علیہ الرحمہ جو ہمارے اکابر اسلاف میں سے ایک ہیں ۔ کی تالیف منیف کو زیورِ طباعت سے آراستہ کیا۔جس میں کنزالعلم علیہ الرحمہ نے دور حاضرہ کے معرکۃ الآراء مسائل میں سے فاتحہ واستعانت بالاولیاء پر قرآن وسنت کے براہین وادلہ سے تشفی بخش روشنی ڈالی ہے اور اہل اسلام کے لئے اس منزہ شاہرہ کی نشاندہی کی ہے۔جس کو منزل من اللہ قرآن حکیم نے **سواء السبیل** کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بارگاہِ لم یزل میں بصد عجز وتضرع دعا ہے کہ بطفیل واقف اسرار یزداں صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری مساعی کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی علمائے ربانین کے فرامین سے دنیا کے گوشہ گوشہ کو منور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم اجمعین والحمدللہ رب العالمین۔

طلبۂ عالم اول

۱۴۳۶ھ م ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

بقلم زین الفقہاء مفکر اسلام حضرت العلامہ مولانا مفتی خلیل احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علیٰ سید الانبياء والمرسلين وآله الطيبين واصحابه الاكرمين اجمعين اما بعد

ہر زمانہ میں عقائد باطلہ کے گروہ حق کے مقابلہ میں صف آراء ہوتے رہے اور اہل حق پر الزامات و بہتان لگاتے رہے اور اہلِ حق کو راہِ حق سے متزلزل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر وقت علماء حق کو پیدا فرمایا اور حق اور اہلِ حق کی تائید و مدد فرمائی ان اہلِ حق علماء میں حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحمید علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اپنے درس وتدریس ارشاد و وعظ اور قلم سے حق کی تائید کی اور باطل کا قلع قمع کیا۔

حضرت ممدوح کے اور رسائل کے یہ رسالہ **''حقیقت فاتحہ واستعانت بالاولیاء''** قرآن و احادیث سے دلائل لاکر عوام وخواص کے لئے باعث طمانیت بنا دیا۔ اس کو پڑھنے کے بعد کسی کو کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے گا۔

نیز مخالف ومعترض کا اعتراض خود بخود دفع ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ **طلبۂ عالم اول** کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی عقیدت اور وقت وحالات کی ضرورت کے پیش نظر اس رسالہ کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ نے اسے شائع کیا۔ تاکہ عوام الناس حق سے آگاہ رہیں اور باطل سے احتراز کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مفید خاص وعام وقبول دوام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الاکرمین۔

مفتی خلیل احمد
شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ
م ۲۲ فروری ۲۰۱۵ء

امیر ملت حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ الرضوان سابق شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

از: عمدۃ المحدثین علامہ مولانا محمد خواجہ شریف صاحب دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں دینی وعلمی عظیم المرتبت شخصیت اوراپنے دور کے علماء میں یکتائے روزگاراورعلم وفضل کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز صاحب ورع گہری بصیرت اور فراست ایمانی کے حامل و مالک تھے۔آپ کا نسب مبارک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔آپ کے جدامجد افغانستان سے تشریف لائے اور سری رنگاپٹنم وشاہنور سے ہوتے ہوئے ضلع بیدر میں قیام فرمایااورآپ کے جدِ بزرگوار حضرت محمود حسین رحمہ اللہ، نظام سادس کے دور میں دکن رونق افروز ہوئے۔آپ کے والدمحترم سیدمحمد حسین صاحب علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے بڑے عالم اورقناعت پسند سادہ زندگی بسر کرنے والے زاہد بزرگ تھے۔جامعہ نظامیہ میں تدریس کے لئے ان کو متعین کیا گیا جوزندگی کے لمحۂ آخرتک جامعہ نظامیہ کی خدمت انجام دیتے رہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدثِ جلیل حضرت مولانا یعقوب صاحب کے داماداورحضرت مفتی رحیم الدین صاحب کے ہم زلف تھے۔علامہ ڈاکٹر عبدالحق صاحب صدرشعبہ عربی جامعہ عثمانیہ آپ کے چچا ہوتے ہیں جوعربی ادب میں ممتاز شخصیت کے حامل اورکئی عالمی عربی اداروں سے وابستہ اورعربی مجلوں کے ایڈیٹر رہے ہیں۔
آپ کی ولادت حیدرآباد کے مشہور محلّہ مغل پورہ میں ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔ابتداء تاانتہاء تمام ترتعلیم جامعہ نظامیہ میں ہوئی عربی ادب اورعلوم دینیہ اسلامیہ، تفسیر، حدیث، فقہ، علم عروض ومنطق وفلسفہ میں علماء نابغین میں سے تھے۔تمام علوم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال بلندی عطافرمائی تھی۔آپ کی شخصیت پُر وقاراور بارونق تھی۔آپ کی رنگت

سیاہی مائل تھی۔ چہرہ انور اور جبین بلند پر عظمت کا ستارہ چمکتا تھا۔آپ ستودہ صفات کے مالک تھے آپ کی مجلس ہمیشہ علمی افادہ کی تھی۔ اتباعِ سنت کے پیکر اور ہمیشہ شملہ باندھتے تھے۔طبیعت میں نظافت اور ستھرائی غالب تھی۔ ریا تفاخر اور شہرت سے بہت دور تھے۔ پاکباز و راست گو اور وعدہ کے نہایت سچے تھے۔آپ کی زندگی کتاب وسنت اور اسلامی شریعت کا نمونہ تھی۔ سلیم الطبع اور اعتدال پسند تھے۔حقوق اور واجبات کی ادائی کے اہتمام کے ساتھ ساتھ آداب اور مستحبات کی رعایت فرماتے تھے۔آپ نہایت صائب الرائے تھے۔لوگ اپنے پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے لئے آپ سے رجوع ہوتے اور آپ ہر ایک کے ساتھ محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

تحصیل علم کے دوران اور اس کے بعد بھی آپ باہر زیادہ سفر نہیں کئے۔لیکن تابناک سورج کے مثل ایک دنیا کو منور کئے۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی سے سرفراز کیا تھا۔ تمام علماءِ عصر آپ کے علم وفضل کے معترف تھے۔آپ کا اسلوب تدریس مختصر اور نہایت دل نشین تھا۔تمام مراجع و مصادر پر ایسا استحضار تھا کہ کبھی مراجعت کرنے کی ضرورت نہیں پڑھتی تھی۔ ہر طالبِ علم کی دلی خواہش ہوتی کہ آپ کے پاس انکی کتاب کا حصہ ہو۔آپ کی تقریر درس کے تمام اطراف و جوانب پر حاوی اور تمام مباحث ومعانی کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی۔آپ کے درس میں شریک ہونے کے بعد طالبِ علم کو مزید کسی شرح کے مطالعہ کی حاجت نہیں رہتی تھی۔احادیث شریفہ میں تطبیق، مذاہب اربعہ کے دلائل اور مذہبِ حنفی کے وجوہِ ترجیح کی معرفت میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کا حافظہ عطاء فرمایا تھا۔ ہدایہ اور اس جیسی بڑی بڑی امہات الکتب بغیر دیکھے پڑھایا کرتے تھے۔اور فن کے دقیق سے دقیق مسائل دوران درس مختصر جملوں میں حل فرمادیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ پر علوم معارف اور اسرار وحکم کے دروازے کھولے تھے۔تعبیر خواب کے فن سے حظ وافر عطاء کیا تھا۔ پیچیدہ گتھیوں کو چٹکیوں میں حل فرماتے۔عربی زبان کے آپ شاعر تھے۔آپ کے شاگردانِ رشید جامعہ نظامیہ، دائرۃ المعارف ،گلبرگہ شریف، رائچور، بنگلور،

اوراورنگ آبادوغیرہ میں مدارس دینیہ اور جامعات وکلیات کے اساتذہ ومؤسسین کے علاوہ ہند و پاک اور عالم اسلام میں پھیلے ہوئے دین کی خدمت اور نشر واشاعت میں سرگرم ہیں۔اس کے علاوہ آپ کی ملّی خدمات بھی نا قابل فراموش ہیں۔آپ مجلس علماء دکن اور مسلم پرسنل لاء بورڈ اور مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کے رکن معزز تھے۔مجلس انوار علمیہ کے سرپرست ومجلس اشاعۃ العلوم کے صدر تھے۔بحثیت امیر ملت ملک وقوم اور دین مذہب کی گراں قدر خدمت انجام دیئے اور مسلمانان دکن کے لئے ہر میدان میں دینی شعور بیدار کئے۔خصوصًا آپسی اتحاد کے لئے آپ کی عظیم خدمات ہیں۔

آپ کی تحریر وتقریر پُر مغز اور پراثر تھی۔مختلف موضوعات پر آپ کے بہت سے علمی مضامین مطبوعہ وغیر مطبوعہ ہیں۔خطبات جمعہ کے نام سے دینی اور اخلاقی مضامین شائع ہوتے تھے۔جو مساجد میں پڑھ کر سنائے جاتے تھے۔آپ کے مطبوعہ رسائل میں۔

۱)مسلم پرسنل لاء ۲)ختم نبوت ۳)حقیقت فاتحہ ۴)استعانت بالاولیاء ۵)امارات ملتِ اسلامیہ قرآن وسنت کی روشنی میں ۶)اسلام میں زکوٰۃ کا نظام ۷)سیرتِ بانی جامعہ نظامیہ ''معارف انوار'' ۸)رسالة الصیام علىٰ المذاهب الاربعة کا اردو ترجمہ ۹) کتب نظم الدرر پر تعلیق وتصحیح فنِ حیات میں ''اصطرلاب'' پر تعلیق وتصحیح، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ پر ایک سے زائد مقالات۔تصوف احسان پر ایک نہایت جامع مقالہ اور ایک مقالہ ''قلبِ سلیم'' کے موضوع پر شامل ہیں۔آپ تقریبًا ۶۶ سال جامعہ سے وابستہ رہے۔چالیس سال تدریسی خدمات انجام دئے اور ۷۱ سال کی عمر میں یعنی ۳؍شوال المکرّم ۱۳۹۷ھ مطابق ۶؍اکٹوبر ۱۹۷۷ء کو بعد مغرب آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔اور جوارِ رحمت خداوندی میں منتقل ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

بسم الله الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِمَنْ اَنْزَلَ فِی الْکِتَابِ سُوْرَةً فِیْهَا شِفَآءٌ لِکُلِّ دَاءٍ وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ جَآءَ بِالْمِلَّةِ الْحَنِیْفِیَّةِ السَّمْحَةِ الْبَیْضَآءِ وَعَلٰٓی اٰلِهِ النُّجَبَآءِ وَاَصْحَابِهِ الْکُرَمَآءِ. اَمَّابَعْدُ:

فَقَالَ تَعَالٰی شَانُهٗ:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُونُوا قَوَّامِینَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَیٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا ط اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَیٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِیرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (المائدة آیت ۸)

ترجمہ: مسلمانو! اللہ کے لئے قائم رہو، راستی کے شاہد بنو۔ اور کسی قوم کی عداوت ان کے ساتھ ناانصافی کا موجب نہ ہو۔ انصاف کرو کہ انصاف تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو کہ وہ تم جو کچھ کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔

قرأت فاتحہ ایک علمی، عملی مسئلہ ہے۔ چندروز سے اس مسئلہ میں عامۃ الناس کی بھی موافق، مخالف دو جماعتیں بن گئی ہیں۔ بعض مواضع میں اس پر جانبین سے تشدد نے منازعت کی صورت پیدا کردی ہے۔ اور اس کی وجہ سے اتحاد واتفاق کی جگہ اختلاف وافتراق کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے۔ اس کی زیادہ تر ذمہ داری ان اہلِ قلم پر ہے جن کی شدت آمیز تحریرات سے اصلاح کم اور فساد زیادہ ہوتا ہے۔

بنابریں بموجب ارشادِ الٰہی:

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِیْلاً (النساء. ۵۹)

ترجمہ:۔ ’’کسی بات پر تنازع ہو تو اس کو اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے رجوع کرو اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور یہ طریقہ، طریقہ خیر اور حسنِ عاقبت کا ہے‘‘۔ (النساءآیت ۵۹)

قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ پر غور کیا گیا تا کہ حقیقت آشکار اور نقطۂ اعتدال متعین ہو۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ (سورہ ھود آیت ۸۸)

﴿فاتحہ کی ابتداء﴾

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت مبارکہ کے مطالعہ سے واضح ہے کہ آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر عمدہ و مفید کام کو نہ صرف پسند فرماتے بلکہ اس کی ترغیب وتشویق سے تربیت بھی فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیدار کرنے کے لئے اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) ندا کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہوا۔ اس کلمہ کو اذان فجر میں شریک کر لیا جائے۔ (۱) نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد عام ہے

مَنْ قَالَ قَبْلَ اَنْ یَّنْصَرِفَ وَ یَثْنِی رِجْلَیْهِ مِنْ صَلَاۃِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ‘‘ عَشَرَ مَرَّاتٍ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشَرُ حَسَنَاتٍ وَ مُحِیَتْ عَنْہُ عَشَرُ سَیِّئٰاتٍ وَ رُفِعَتْ لَہٗ عَشَرُ دَرَجَاتٍ وَکَانَتْ حِرْزًا مِنْ کُلِّ مَکْرُوْہٍ وَ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَلَمْ یَحِلَّ لِذَنْبٍ اَنْ یُدْرِکَہٗ اِلَّا الشِّرْکَ وَکَانَ مِنْ اَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلاً اِلَّا رَجُلاً یَفْضُلُہٗ بِقَولٍ فُضِلَ مِمَّا قَالَ۔

(مسند احمد، مسند شامیین حدیث ۱۷۳۰۵، سنن ترمذی ج ۲ ص ۱۸۵ ابواب الدعوت) عن عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ:۔ جو شخص بھی نماز مغرب وصبح میں قبلہ سے رخ پلٹنے اور پیروں کو موڑنے سے

---

۱) عن بلال انه اتی النبی ﷺ یؤذنه بصلوۃ الفجر فقیل ھو نائم فقال الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم فاقرت فی تاذین الفجر فثبت الامر علی ذلک. (سنن ابن ماجه ص ۵۲ باب السنة فی الاذان)

قبل دس[۱۰] مرتبہ ''**لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی و یمیت وھو علی کل شیء قدیر.** کہے گا تو ہر مرتبہ اس کے عوض دس [۱۰] نیکیاں لکھی جائیں گی۔دس [۱۰] برائیاں میٹ دی جائیں گی اور دس[۱۰] درجہ بلند کئے جائیں گے۔

یہ کلمات ہر مکروہ چیز سے حفاظت کریں گے اور شیطان مردود کے شر سے بچائیں گے۔شرک کے سوا کوئی گناہ اس پر اثر انداز نہ ہوسکے گا اور ایسا شخص عملاً سب سے افضل ہوگا۔البتہ وہ شخص اس سے بھی بڑھ جائے گا جو ان کلمات سے بڑھ کر کچھ پڑھے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس کے راوی ہیں۔بخاری اور مسلم شریف میں بھی اس کی روایت آئی ہے۔اس حدیث شریف کی آخری خط کشیدہ عبارت میں اس امر کی وضاحت سے اجازت دی گئی ہے کہ بہتر عمل کیا جاسکتا ہے اگرچہ وہ معمول نہ ہو اور اس کی روایت بھی نہ ہو بلکہ وہ عمل خیر افضلیت کا بھی موجب ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر نئی چیز خواہ وہ کتنی ہی بہتر ہو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے زمانے میں نہ (رہی) ہو بدعت ہے ان کا یہ قول کیسے درست ہوسکتا ہے۔نیز ترمذی شریف میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

'' **اصبح رسول اللہ ﷺ فدعا بلالا فقال یا بلال بم سبقتنی الی الجنۃ ما دخلت الجنۃ قط الاسمعت خشخشتک امامی دخلت البارحۃ فسمعت خشخشتک امامی ..... فقال بلال یا رسول اللہ وما اذنت قط الا صلیت رکعتین وما اصابنی حدث قط الا توضات عندھا و رایت ان للہ علی رکعتین فقال رسول اللہ ﷺ بھما** ''۔ (ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر ابن الخطاب حدیث ۳۶۹۸ مسند احمد بن حنبل ج۵ ص ۳۵۴)

ترجمہ: صبح کے وقت رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر دریافت فرمایا کہ تم کس عمل کی وجہ سے مجھ سے جنت میں سبقت لے گئے۔

میں جب داخل ہوا تو اپنے روبرو تمہارے نعلین کی آواز کو سنا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جب کبھی میں نے اذان دی تو دو رکعات نماز ادا کی اور جب کبھی بے وضو ہوا تو وضو کرلیا۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ کے لئے مجھ پر دو رکعات کی ادائی ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہوا کہ ''ان ہی دو رکعات کی وجہ سے تم سابق رہے''۔

اس حدیث شریف میں کئی امور ہیں۔

۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تربیت کا اثر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو بھی عملِ خیر ہوتا اس کو ادا کرتے۔

۲) عملِ خیر کا نہ صرف اجر بلکہ عامل کو غیر عامل پر اس عمل کی (وجہ) سے فضیلت ہوتی ہے۔

۳) عملِ خیر پر مداومت (اچھے کام کو ہمیشہ کرتے رہنا)۔

۴) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا " ان لله علی رکعتین " یعنی میرا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ کے لئے مجھ پر دو رکعات کی ادائی ضروری ہے'' کہنا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ''بھما'' یعنی'' ان ہی دو رکعتوں کی وجہ سے تم سابق رہے'' فرمانا خاص طور سے ان حضرات کے لئے تازیانہ ہے جو ہر اچھی نئی چیز کو بدعت اور مستحب عمل پر پابندی کو کراہت اور قباحت سے تعبیر کرتے ہیں۔

فاتحہ میں سورتوں کا تعین

صحیح احادیث میں بعد نماز، قبلِ نوم (رات کو سونے سے پہلے) اور دیگر اوقات میں درود خوانی، سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور دیگر آیات کی فضیلت، اہتمام، ترغیب، اور اس کا اجر و ثواب بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز ایصال ثواب میں موصل ثواب (ایصال ثواب کرنے والا) اور احیاء و امواتِ اہلِ اسلام (زندہ اور گذرے ہوئے مسلمانوں) کو ان کا اجر و ثواب دیا جانا بھی شرعاً ثابت ہے۔ مع ہذا ان فضائل اعمال میں بے رغبتی اور لاپرواہی کو عام ہوتا ہوا دیکھ کر بعض اہلِ فہم و فراست دیندار حضرات نے چند سورتوں کا انتخاب فرمایا جن کی زائد فضیلتیں ہیں اور جن کے پڑھنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور جو نسبتاً مختصر بھی ہیں۔ فضائل اعمال کے ذخیرہ میں سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور درود شریف ان خصوصیات سے ممتاز پائے گئے۔ ان کو

منتخب کیا جا کر ان کی ترویج عمل میں لائی گئی اور یہ انتخاب ''مشکوۃ نبوت'' ہی سے ماخوذ ہے چونکہ اس عمل میں سورہ فاتحہ ہے جو فاتحۃ الکتاب یعنی دیباچۂ قرآن مجید ہے۔اس لئے اس کا نام فاتحہ ہے۔سورہ فاتحہ کی بکثرت فضائل آئے ہیں از منجملہ (ان میں سے) ایک یہ ہے کہ ''اس میں ہر ایک بیماری کی شفاء ہے'' اور سورہ اخلاص کے منجملہ فضائل ایک یہ ہے کہ اس کو ثلثِ قرآن یعنی تہائی قرآن کہا گیا ہے۔تین مرتبہ پڑھنا پورا قرآن مجید کا ثواب پانا ہے۔ درود شریف کے فضائل کے منجملہ ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ایک بار مجھ پر درورد بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔دس گناہ معاف اور دس درجہ بلند فرماتا ہے۔(۱) (نسائی شریف)

ایسے مبارک عمل سے روکنا خیر سے روکنا اوراس کو بدعت کہنا جرأت بیجا اور خطاءِ فاحش ہے۔

تعین اوقات

نماز کے بعد فاتحہ کا پڑھا جانا مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بخاری و مسلم کی حدیث بالا کے حصۂ اخیر سے ثابت ہوتا ہے جس میں بوضاحت اجازت دی گئی ہے کہ بیان کردہ عمل سے زائد پڑھا جاسکتا ہے۔بلکہ ایسے زائد عمل کا پڑھنا موجبِ فضیلت ہے۔علاوہ بریں قبولیتِ دعاء کے لئے مسلمانوں کا اجتماع خصوصً نماز باجماعت کے بعد کا وقت موزوں ومناسب قرار دیا گیا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسی دعاء جلد قبول کی جاتی ہے؟ ارشاد ہوا، وہ دعاء جوشبِ آخر کے وسط میں (رات کے آخری حصہ میں) اور مفروضہ (یعنی فرض) نمازوں کے بعد کی جاتی ہے۔(۲)

---

۱) : عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ صلوۃ واحدۃ صلی اللہ عشر صلوات وحطت عنه عشر خطیئات ورفعت له عشر درجات (نسائی . کتاب السھو باب الفضل فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیه و سلم ص ۱۹۱)

۲) عن ابی امامۃ قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف الیل الأخر ودبر الصلوات المکتوبات ، جامع الترمذی،جلد۲، ابواب الدعوات ص۱۸۷،

ان احادیث کے پیش نظر باجماعت نماز کے بعد ادعیہ ماثورہ کے ساتھ آخر میں اس کا (یعنی فاتحہ کا) وقت مقرر ہوا، تاکہ ان متبرک ومہتم بالشان عظیم المرتبت آیات کی تلاوت سے دفعِ مہمات، شفاء امراض جسمانی وروحانی کے علاوہ ان کے اجروثواب سے خود بھی بہرہ اندوز ہوں اور زندہ ومردہ مسلمانوں کو بھی ان کا اجروثواب ایصال ہو۔

امورِ مندرجۂ صدر کے لحاظ سے فاتحۂ مبارکہ **نعمة البدعة** یعنی بہترین بدعت کہلانے کی مستحق ہے۔ خصوصً اس وجہ سے بھی کہ یہ سنت فاروقی کے مشابہ ہے۔ یعنی خلیفہ راشد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کو منظّم اور باجماعت ادا کئے جانے کا اہتمام فرمایا جس کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے چند روز باجماعت ادا فرمانے کے بعد فرض ہوجانے کے اندیشہ سے ترک فرمادیا تھا۔ یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عہد بابرکت اور دورِ صدیقی میں فُرادیٰ فُرادیٰ (اکیلے اکیلے) اور باجماعت ہائے مختلفہ، مساجد اور مکانوں میں ادا کی جاتی تھی۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس نماز کی کامل ماہِ رمضان میں بیس [۲۰] رکعات ایک ہی امام کے تحت ادائی کا انتظام فرمایا۔ اور اس طرح ادا کئے جانے کو **نعمة البدعة** (بہترین بدعت)(۱) فرما کر ایسے امور کے اہتمام کی سندِ جواز بیان فرمادی۔

جو لوگ ادعاءِ عمل بالحدیث کے باوجود اس تراویح کو غیر مسنون قرار دیتے ہیں اگر فاتحہ کو بدعت کہیں تو کیا عجب ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

علیکم بسنتی و سنة الخلفاءِ الراشدین. (۲۶۸۱ ترمذی کتاب العلم، ابن ماجہ ۴۳۴۲ مقدمہ، ۱۶۵۹ احمد مسند شامیین)

ترجمہ:۔ میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم کرلو۔

کے حکم پر قائلین فاتحہ کا عمل ہے یا منکرین فاتحہ کا، ہر صاحب فہم اس کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

---

۱) عن عبد الرحمن بن عبدالقاریّ انه قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلة فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه ویصلی الرجل فیصلی بصلاته الرهط فقال عمر انی اری لو جمعت هولاء علی قارئ واحد لکان امثل ثم عزم فجمعهم علی ابی بن کعب ثم خرجت معه لیلة اخریٰ والناس یصلون بصلوة قارئهم قال عمر " نعم البدعة هذه" والتی تنامون عنها افضل من التی تقومون یرید اٰخر الیل وکان الناس یقومون اوله. (بخاری ج ۱ ص ۲۶۹)

﴿حکم فاتحہ﴾

تفصیلاتِ بالا کے بعد یہ ظاہر ہے کہ شرعاً فاتحہ کا پڑھنا نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ ممنوع ہے، نہ حرام، بلکہ مستحب ومندوب ہے۔ یعنی پڑھنے سے حسبِ احادیثِ صحیحہ اجر وثواب ملے گا اور بموجب ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ’’ **احب الاعمال عند الله ادومها** ‘‘ (بخاری کتاب الرقان ، کتاب الایمان ، کتاب الاذان ،کتاب الصوم، کتاب الادب، مسند احمد باقی مسند الانصار) (اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ ادا کیا جائے) فاتحہ کو پابندی کے ساتھ پڑھنا محبوب ترین عمل ہے۔ بخاری اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

ان النبی صلی الله علیه وسلم بعث رجلا الی سریة وكان يقرأ لأصحابه فی صلواتهم ويختم بقل هو الله احد. فلما رجعوا ذكروا ذالک للنبی صلی الله علیه وسلم فقال سلوه لای شیء يصنع ذالک فسالوه فقال لانها صفة الرحمن وانا احب ان اقراها . فقال النبی صلی الله علیه وسلم اخبروه ان الله يحبه ۔(بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۷ ، کتاب التوحید ۶۸۲۷، مسلم شریف ج ۱ ص ۲۷۱ باب فضل قرائة قل هوالله احد ترمذی ج ۲ ص ۱۱۳ و ۱۱۴ باب ماجاء فی سورة الاخلاص ، سنن نسائی ص ۱۵۵ الفضل فی قرائة قل هوالله احد)

ترجمہ:۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کوفوج کے ساتھ روانہ فرمایا۔ اور وہ شخص اپنے اصحاب کونماز پڑھاتا اور’’ **قل هو الله احد** ‘‘پرنماز کوختم کرتا تھا۔ جب لوگ واپس ہوئے تو اس کے اس عمل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کواطلاع دی۔ ارشاد ہوا کہ اس سے دریافت کرو کہ وہ ایسا عمل کس لئے کرتا ہے۔ دریافت کیا گیا تو کہا چونکہ سورہ اخلاص رحمان کی صفت پر مشتمل ہے اس لئے میں اس کی قرأت کو دوست رکھتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اس سے کہدو کہ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ازخود ایسا التزام کیوں کرلیا؟

بلکہ اتنی بڑی بشارت دی جوتمام اعمال کا مقصد حقیقی ہے۔البتہ مستحب عمل پر وجوب کا اعتقاد رکھنا یااس کوحرام کہنا اوراس کا انکار کرنا غلو ہے۔غلو فی الدین سے ممانعت کی گئی ہے۔ نیز غلو پسند حضرات کو چاہئے کہ وہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ **بعثتم مبشرین وما بعثتم منفرین وبعثتم میسرین وما بعثتم معسرین** ۔[۱] کوفراموش نہ کریں (یعنی تم خوش خبری دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں نفرت دلانے والے بنا کرنہیں بھیجے گئے اورتم کوآسانی پیدا کرنے والا بنایا گیا ہے۔تنگی ودشواری میں ڈالنے والانہیں بنایا گیا)۔دین خود" یُسْــر " یعنی آسانی کا نام ہے۔دین میں حَرَج یعنی تنگی نہیں ہے۔

الحاصل جس نیک نیت بزرگ ہستی نے اس بابرکت فاتحہ کی بموجبِ ارشاد الٰہی :۔ (مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا) ترجمہ:۔ جونیک کام کی سفارش کرتا ہے اس میں سے سفارش کرنے والے کوبھی حصہ ملتا ہے۔ (نساء آیت ۸۵)
ابتداء کی۔اوراس کورواج دیااور جواس کے بعدعرصۂ دراز سے جاری اور معمول بہا ہے ان بزرگ کو بموجبِ احادیث ذیل اس کا اجراوراس پرعمل کرنے والوں کا اجربھی ملتا رہے گا۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کسی نے ہدایت کی دعوت دی تواس کواس ہدایت پرعمل پیرالوگوں کا اجر ملے گا۔اور عاملین کے اجر میں (اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں) کوئی کمی نہ ہوگی۔اور جس نے ضلالت (گمراہی) کی دعوت دی تو اُس کوضلالت پرعمل پیرالوگوں کا گناہ حاصل ہوگا اوران کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

دوسری حدیث میں اسی مضمون کو "من سن سنة حسنة ومن سن سنة سيئة "[۲] سے بیان کیا گیا ہے یعنی جس نے سنتِ حسنہ اچھے طریقہ کی بنیاد ڈالی اور جس نے برے طریقہ کی بنیاد ڈالی تو اچھے طریقے کا اجر ملے گا اور برے طریقہ کار پر وِزر (گناہ) ہوگا۔

ا) بخاری کتاب الوضوء ، ۵۲۶۳ کتاب الآداب، ترمذی کتاب الطهارة ، نسائی کتاب المیاه، ابو داؤد کتاب الطهارة ، ابن ماجه کتاب الطهارة و سننها ، مسند احمد.

۲)صحیح مسلم ج ۱ ، ص ۳۲۷، کتاب الزکوة ، باب الحث علی الصدقة۔

ترمذی شریف میں اس سے زیادہ یہ وضاحت آئی ہے کہ **من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها الله ورسوله**،(۱) یعنی جس نے گمراہ بدعت کی ایجاد کی جس کو اللہ اور اس کا رسول پسند نہیں فرماتا۔ اس حدیث شریف میں بدعت کے ساتھ ضلالت پھر اس کی مزید وضاحت "**لا یرضا ها الله ورسوله**" سے کی گئی ہے جس سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا کہ ہر بدعت کو ضلالت کہنا جہالت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ **من احدث فی امر نا هذا ما لیس منه فهو ردٌ**،(۲) یعنی جس نے ہمارے اس امر دینی میں ایسی بات پیدا کی جو از قِسم دین نہیں وہ مردود ہے۔ اس حدیث میں "**مالیس منه**" وہی ہے جس کو حدیث سابق میں بدعتِ ضلالت اور بدعتِ سیئہ کہا گیا ہے۔ لہذا بعض احادیث میں "**کل بدعة ضلالة**" میں بدعت سے مراد عام نہیں ہے کہ ہر بدعت کو گمراہی کہا جائے۔ مانعین فاتحہ کی بس یہی ایک حدیث دلیل ہے اور بقیہ تمام احادیث جن سے اس حدیث کی تفسیر ہوتی ہے ان کو دیکھا تک نہیں جاتا۔ ایسا طرز استدلال حقیقت پسندی کے منافی اور صداقت کے خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں اس کی وضاحت بھی مناسب ہوگی کہ شِیرینی اور طعام پر فاتحہ بھی ازیں قبیل ہے یعنی اس کا مقصد اس چیز میں برکت کا حصول ہے جس پر فاتحہ پڑھی جائے اور صدقۂ (ہدیہ) مالی کے ساتھ ہدیۂ عبادت بھی ایصال کیا جائے۔ مالی اور بدنی ہدایا کا شرعًا ثبوت ہے۔ دونوں کو جمع بھی کیا جاسکتا ہے اور علٰحدہ علٰحدہ بھی ہوسکتا ہے۔ ہاں یہ اعتقاد کے بغیر فاتحہ اطعام (کھانا کھلانا) درست نہیں یا ایسا ایصال ثواب مقبول نہیں ہوتا تو یہ قطعا نادرست ہے اور ایسا خیال قابلِ اصلاح ہے۔ نیز اس سلسلہ میں اور بھی ایسی باتیں رائج ہوگئی ہیں جو ہر آئینہ قابل اصلاح ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے ساتھ ایک اچھی اور ثابت

---

۱) ترمذی ۲۶۸۲ باب ماجاء فی الاخذ بالسنه واجتناب البدعة ج ۲ ابواب العلم ص ۹۶،

۲) عن عائشة رضی الله عنها، بخاری کتاب الصلح ج ۱ باب اذااصطلحوا علی صلح جور فهو رد ص ۳۷۱، صحیح مسلم، ج ۲ کتاب الاقضیة. باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور ص ۷۷،

چیز کی بھی نفی کردی جائے۔ایسا طریقہ اصلاحی طریقہ نہیں۔اس سے اصلاح کے بجائے فساد پیدا ہوتا ہے۔ایسی صورتوں میں صحیح طریقۂ اصلاح وہی ہے جس کو رحمتِ عالم مصلحِ اعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا۔مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''الفوز الکبیر''(۱) میں اس کی وضاحت فرمائی ہے جس کا ماحصل یہ ہے۔

''عربوں کے رسوم اور عادات کو بیخ برکُن نہیں کیا گیا (یعنی جڑ پیڑ سے نہیں اکھاڑا گیا) بلکہ ان میں ضروری اصلاح کی گئی اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا موادانہی کے رسوم وعادات سے لیا گیا۔عربوں کے رسوم اور عادات اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر غائرنظر ڈالی جائے تو واضح ہوگا کہ رسوم میں جو کچھ اصلاح وترمیم کی گئی ہے اور اس کے بعد جس بات کا امر کیا گیا ہے (حکم دیا گیا ہے) اس کا ایک سبب ہے اور جس بات سے منع کیا گیا ہے اس کی ایک مصلحت تھی جس کی تفصیل دراز ہے۔مختصر یہ کہ اہلِ جاہلیت نے ملت ابراہیمی علیہ السلام میں اپنی جہالت کی وجہ سے جو کچھ تحریف کردی تھی،قرآن مجید نے اس بدنظمی کو دور کر کے اس کی اصلاح ودرستگی کی۔بے اصولی کو دور کر کے ہر چیز کے اصول منضبط کئے اور ان کی حد بندی کی۔ان کی تفصیل ووضاحت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی۔''

﴿مانعین فاتحہ کا اعتراض﴾

مانعین فاتحہ کا اس پر زبردست اعتراض ہے کہ بوقتِ فاتحہ طعام سامنے کیوں رکھا جاتا ہے۔ بعض متشددین (شدت پسند لوگ) تو اس کو بت پرستوں کے پوجا سے مشابہ قرار دیتے ہیں اور یہ محض اس لئے ہے کہ ان کا رہن سہن انہی کے ساتھ ہے۔ان کے ایسے کسی عمل کو دیکھ کر اس پر بھی ان کا یہی گمان ہے مگر یہ صرف ظن ہی ظن ہے ورنہ دراصل اس کا ماخذ بھی احادیث شریفہ ہیں۔چنانچہ ایک جنگ کے موقع پر زادراہ ختم ہوگیا تھا،اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو پریشانی لاحق ہوئی،سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا گیا تو ارشاد ہوا جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کو میرے سامنے جمع کردو۔چنانچہ کچھ غذا از قسم کھجور وغیرہ آں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے

۱)الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص ۱۰

سامنے رکھ دئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی۔ دعا کی برکت سے وہ غذا تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے لئے کافی ہوگئی۔ (۱)

نیز ترمذی شریف میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال اتیت النبی ﷺ بتمرات فقلت یارسول الله ادع الله فیهن بالبرکة فضمهن ثم دعا لی فیهن بالبرکة فقال لی خذ هن فا جعلهن فی مزودک هذا او فی هذا المزود کلما اردت ان تاخذ منه شیئًا فادخل یدک فیه فخذه ولا تنثره نثراً فقد حملت ذالک التمر کذا و کذا من وسق فی سبیل الله وکنا ناکل منه ونطعم وکان لا یفارق حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانه انقطع۔

(ترمذی ابواب المناقب ج ۲ حدیث نمبر ۳۸۴۸ باب مناقب لابی هریرة ص ۲۲۳)

ترجمہ:۔ میں نے چند کھجور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا کہ اے خدا کے رسول ان میں برکت کی دعا فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کھجوروں کو اکیجا کیا پھر میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اس کو لے لو اور اپنے توشہ دان میں رکھو اور جب تم اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں ہاتھ ڈال کر لے لو اور ان کو نیچے پھیلا نہ دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کھجور کے کئی وسق تو خدا کے راستے میں دے دئے اور اس سے کھاتے بھی رہے اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہا۔ اور جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت عمل میں آئی یہ برکت ختم ہوگئی۔

۱: عن ابی هریرة او عن ابی سعد قال لما کان یوم غزوة تبوک اصاب الناس مجاعة قالوا یا رسول الله لو اذنت لنا فخرنا نواضحنا فاکلنا وادهنا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم افعلوا قال قال فجاء عمر فقال یا رسول الله ان فعلت قل الظهر ولکن ادعهم بفضل ازوادهم ثم ادع الله لهم علیها بالبرکة لعل الله ان یجعل فی ذالک فقال رسول الله ﷺ نعم قال فدعا بنطع فبسطه ثم دعا بفضل ازوادهم قال فجعل الرجل یجئی بکف ذرة قال وجعل یجی الاخر بکف تمر قال ویجئی الاخر بکسرة فی حتی اجتمع النطع من ذالک شیء یسیر قال فدعا رسول الله ﷺ بالبرکة ثم قال خذوا فی اوعیتکم قال فاخذوا فی اوعیتهم حتی ما ترکوا فی العسکر وعاءً الاملؤه قال فاکلوا حتی شبعوا وفضلت فضلة فقال رسول الله ﷺ اشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله لا یلقی الله بهما عبد غیر شاک فیحجب عن الجنة. (صحیح مسلم ج ۱، ص ۴۳۴۲)

(ایک وسق آج کے کم از کم ڈیڑھ کنٹل کے برابر ہوتا ہے) ان احادیث سے ظاہر ہے کہ کسی چیز کی روبرو رہنے میں نزول برکت اور قبولیت کو بڑا دخل ہے۔ پہلی حدیث میں طعام کا سامنے رہنا اور ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا پایا جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں اس امر کی وضاحت ہے کہ دعاءِ برکت کے لئے طعام وغیرہ کو دعا کرنے والے کے سامنے رکھا جانا ضروری ہے۔اسی لئے مکان میں بیٹھ کر دعاء کرنے اور صاحب مزار کی مزار پر حاضر ہونے میں بڑا فرق ہے۔ان واضح امور کے رہتے ہوئے یہ کہنا کہ شیرینی اور طعام پر فاتحہ دینا ہنود کا طریقہ ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے خبری یا فہم وفراست سے خالی ہونے کی دلیل ہے۔یہی حال زیارت قبور کا ہے۔قبور کی زیارت مسنون ہے۔خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اکثر بقیع میں اموات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔(۱) اور ہر سال کی ابتداء میں شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف فرما ہوتے تھے۔(۲) مکان مبارک ہی سے دعا اور استغفار پر اکتفاء نہیں فرماتے تھے۔لیکن زیارت کا وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو مسنون ہے اور میت کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا کریں۔

﴿طریقۂ زیارت قبور﴾

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح لباب'' میں ہے کہ جب مزار پر حاضر ہو تو پائیں جانب سے (پائنتی کی طرف سے) داخل ہو، سرہانے سے داخل نہ ہو کہ اس سے صاحب قبر کی

---

۱) عن عائشة انها قالت كان رسول الله ﷺ كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ يخرج من اخر الليل الى البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين واتاكم ماتوعدون غداً مؤجلون وانا ان شاء الله بكم لا حقون اللهم اغفرلا هل بقيع الغرقد ، (صحيح مسلم كتاب الجنائز ص ۳۱۳، نسائی كتاب الجنائز باب الامر بالاستغفار للمؤمنين ص ۲۸۷ مطبع مختار اینڈ کمپنی)

۲) حدیث نمبر ۶۷۱۶ ،عبد الرزاق عن رجل من اهل المدينة عن سهيل بن ابى صالح عن محمد بن ابراهيم التيمى قال : كان النبى ﷺ ياتى قبور الشهداء عند رأس الحول فيقول السلام علكيم ، عليكم بما صبر تم فنعم عقبى الدار قال وكان ابو بكر و عمر و عثمان يفعلون ذلك (ص ۵۷۴ المصنف للحافظ الكبير ابى بكر عبد الرزاق بن همام الصنعانى الجزء الثالث كتاب الجنائز باب فى زيارة القبور مطبوعة المكتب الاسلامى بيروت.

بصارت کو تکلیف ہوتی ہے اور سلام کے بعد سورۂ فاتحہ ایک بار، قل ھواللہ تین [۳] بار، یا سات [۷] بار، یا گیارہ [۱۱] بار پڑھے۔ اور اول سورۂ بقرہ سے ''مفلحون'' تک اور آیت الکرسی اور ''آمن الرسول'' پڑھ کر اس کا ثواب صاحبِ مزار اور تمام مسلمانوں کو ایصال کریں۔ اس کے بعد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے یہ طریقہ احادیث سے ماخوذ ہے۔ البتہ عوام کا طریقۂ کار یعنی قبروں کا طواف کرنا ان پر پیشانی رگڑنا منت و مراد کے برآنے کے لئے عرضیاں باندھنا اسی قسم کے دیگر غیر شرعی حرکات جو اگرچہ بقصدِ عبادت نہیں کئے جاتے اس لئے وہ کفر و شرک تو نہیں مگر لائقِ اصلاح ضرور ہیں۔ لیکن ان منکرات و مفاسد کی وجہ سے قبروں پر جانے سے روکنا یا ایصالِ ثواب سے بغض رکھنا کسی طرح درست نہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتویٰ میں صراحت کی ہے کہ منکرات و مفاسد مثلاً مردوں اور عورتوں کے میل جول وغیرہ کی وجہ سے زیارتِ قبور کو ترک نہ کیا جائے۔ اس لئے کہ اس قسم کی باتوں سے قربات (اللہ سے قریب کرنے والے اعمال) کو ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اس قسم کی برائیوں کو واضح کرتے ہوئے ان کے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لہذا اس قسم کی بدعات سیۂ کی وجہ سے مستحبات اور امورِ مستحسنہ (اچھی باتوں) کا انکار کرنا اور ہر نئی بات کو خواہ وہ کتنی ہی عمدہ اور مفید کیوں نہ ہو اس کو بدعتِ سئیہ کہنا اہلِ سنت و جماعت کا مسلک نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علماءِ کرام نے بدعت کی پانچ [۵] قسمیں قرار دی ہیں۔

﴿بدعت کے اقسام﴾

۱۔ واجب ۲۔ مندوب ۳۔ مباح ۴۔ مکروہ ۵۔ حرام

۱۔ **بدعتِ واجبہ:** وہ نئی بات جس کا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً کلام اللہ کی صحیح تلاوت اور اس کے فہم و عمل کے لئے اعراب لگانا نقطے دینا اور علمِ نحو کی تعلیم۔ کہ یہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے دور میں نہ تھے مگر ان کے بعد یہ واجب اور لازم قرار پائے۔

۲۔ **بدعتِ مندوب:** مدارسِ دینیہ کا قیام، رسائل علمیہ وغیرہ کا اجراء بدعت ہے مگر قبیح نہیں، مستحب ہے۔

۳۔ **بدعتِ مباح:** نماز صبح کے بعد مصافحہ، کھانے پینے کی چیزوں میں لذیذ اشیاء کا استعمال مباح ہے حرام نہیں۔

۴۔ **بدعتِ مکروہ:** مساجد میں غیر معمولی پر تکلف نقش ونگار جائز ہے مگر کراہت سے خالی نہیں۔

۵۔ **بدعتِ حرام:** فرقۂ باطلہ کا ظہور وخروج جو خود کو توحید کے ٹھیکہ دار اور اپنے فرقہ کے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور ان کے اعمال کو شرک قرار دیتے ہیں اور ہر نئی اچھی بات کو بدعتِ سئیہ گمراہی، موجبِ نارجہنم بتلاتے ہیں یہ وہ فرقہ ہے جس کی نسبت مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مرکز فتنہ وفساد ہے، ہر دور میں اس کی ایک شاخ برآمد ہوگی اور اس کو کاٹا جائے گا تو پھر دوسری برآمد ہوگی۔ اس طرح یہ سلسہ جاری رہے گا۔ (۱) یعنی دین اور سنت اور اصلاح کے نام سے فتنے پیدا ہوتے رہیں گے اور ان کو دور کیا جاتا رہے گا۔ محافظِ حقیقی ہر طرح کے تشدد وغلو سے مسلمانوں کو محفوظ و مامون رکھے اور افراط وتفریط سے بچا کر راہِ اعتدال کی طرف جو اسلام کا صراط مستقیم ہے رہنمائی فرمائے۔ آمین

---

۱) عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ یخرج ناس من المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم کل ما قطع قرن نشأ قرن حتی یکون آخرهم یخرج مع مسیح الدجال رواه احمد وطبرانی وحاکم بحوالہ انوارِ احمدی ص ۳۲۱، وکنزالعمال ج ۱۱ حدیث نمبر ۸۷۶ ص ۱۸۰ بیان الخوارج من الاکمال.

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

استعانت بالاولیاء

الحمدللہ کہ حقیقت پسند حق شناس منصف مزاج حضرات نے رسالہ ''حقیقتِ فاتحہ'' کو پسند فرمایا۔ جن اصحاب کو اس مسئلہ میں تردد تھا ان کا تردد اس رسالہ سے زائل ہوا اور وہ مطمئن ہوئے۔ منکرین فاتحہ پر کماینبغی اس کا اثر نہ ہوا۔ یہ مخصوص جماعت نہ صرف فاتحہ کو بلکہ بہت سے ثابت امور کو نہ صرف بدعت بلکہ شرک قرار دیتی ہے یہ نام نہاد مصلحین بلاعلم اصلاح کے دعویدار ہیں۔ حالانکہ ہدایت ورشد اصلاح ودعوت کے لئے سب سے پہلے علم ضروری ہے ورنہ بلاعلم جو بھی قدم اٹھایا جائے گا وہ گمراہی کی جانب ہی بڑھے گا۔ قرآن مجید کے پہلے پارے میں اسی حقیقت کو منکشف کیا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو پہلے علمِ اسماء کی تعلیم دی گئی، زاں بعد خلیفۃ اللہ بنایا گیا۔ اسی طرح ہر پیغمبر کو قوم کی اصلاح و ہدایت کے لئے مبعوث کرنے سے پہلے علم عطا کیا گیا پھر رسالت ونبوت کو ختم کر دیا گیا تو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا پھر کتاب وحکمت کا معلم بنا کر مبعوث کیا گیا۔ علم اولین وآخرین یعنی اگلے اور پچھلے تمام کا تمام علم سرفراز ہونے کے باوجود ہدایت ہوئی کہ زیادتی علم کی دعا کرتے رہو۔ ''ربی زدنی علما'' (سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۴) اس کے بعد کسی کو یارا ہے کس کی ہمت ہے کہ وہ پھر کہہ سکے کہ میں نے کسی استاذ سے تعلیم نہیں پائی کس درسگاہ میں شریک نہیں ہوا مگر اردو تراجموں سے قرآن وحدیث کے منشاء ومقصد کو پالیا ہوں اس لئے اب اس قابل ہوں کہ دوسروں کو تعلیم دوں اور لوگوں کی اصلاح کروں۔ ایسا خیال صرف ایک پندار ہے حاصل کچھ نہیں۔

خواجہ پندار کے دار حاصلے
حاصلے خواجہ بجز پندار نیست

ایسے لوگ بموجب پیشگوئی صادق مصدوق علیہ الصلوۃ والسلام جب قوم کے

سربرآوردہ بنائے جاتے ہیں اور بلاعلم مسائل بیان کرتے ہیں تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔(۱) عوام کو چاہئے کہ ایسوں کی پیروی نہ کریں۔ حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام کو خصوصی ہدایت کی گئی، ''وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ'' (سورۂ یونس آیت ۸۹) یعنی ان کی پیروی نہ کرو جو علم سے بے بہرہ ہیں۔

مسئلہ فاتحہ میں ان کا رویہ ظاہر ہے کس قدر گمراہ کن اور مسلمانوں میں تفریق کا موجب ہے۔

رسالہ بدعاتِ مروجہ

رسالہ بدعات مروجہ لاعلمی کا مرقع ہے۔ نمونۃً چند مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ جن کی یہ مخصوص جماعت زیادہ اشاعت کرتی ہے اور ان کی وجہ سے مسلمانوں کو مشرک بتلاتے ہیں۔ دراصل یہ عقیدہ خوارج کا ہے جو گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ تک کو شرک اور مرتکب گناہ کو ابدی دوزخی بتلاتے ہیں۔

پہلا مسئلہ سجدہ قبر ہے

اس مخصوص جماعت کے ہاں بلا فرق امتیاز قبر کو سجدہ کرنے والا مشرک اور مستحق لعنت ہے دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہونے کے باوجود یہود ونصاریٰ پر لعنت بھیجی کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے قبور کو مساجد بنالیا۔ بظاہر دلیل و دعویٰ میں مطابقت دکھائی دیتی ہے جو درحقیقت لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اصل یہ کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا فرزند قرار دیا اور اپنے انبیاء کو مستحق عبادت اسی بناء پر قرآن مجید میں ان دونوں گروہ کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔ اہلِ اسلام

---

۱)عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول اللہ ﷺ . يقول ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس رئوسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا (صحيح البخارى ج ۱ ص ۳۰ ، كتاب العلم باب كيف يقبض العلم)

کسی صاحبِ قبر کو تو کجا خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی طرح بھی الوہیت میں شریک نہیں سمجھتے تو پھر ان کا سجدہ قبر شرک کیسے ہوگا؟ سجدہ کرنے والے لاعلمی سے صاحب قبر کی بزرگی اوران کی تقدس سے متاثر ہوکر تعظیماً اگر سجدہ کی نیت سے سجدہ کرتے ہیں جو بلاشبہ شرعًا ناجائز ہے مگر اس کو شرک کہنا بیجا جرأت ہے اس سلسلہ میں مختصر مگر جامع الفاظ میں شرک کے مفہوم کو واضح کیا جاتا ہے۔ عام مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو یاد رکھیں اور بطور کسوٹی اس کو استعمال کریں۔

﴿شرک کا مفہوم﴾

شرک کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں۔

۱۔ غیر اللہ کو تصرف میں مستقل قرار دینا۔ مثلاً آتش پرست دو خالق جانتے ہیں ایک خالق خیر (یزداں) دوسرا خالق شر (اہرمن)

۲۔ الوہیت (عبادت) میں اللہ کے سوا کسی اور کو مستحق عبادت سمجھنا۔ مثلاً بت پرست کا بتوں کو مستحق عبادت سمجھنا شرک ہے۔ (۱)

﴿مسئلہ دوم استعانت اولیاء﴾

یہ سست عقیدوں کا کہنا ہے کہ کسی کو فریاد رس (غوث) سمجھنا اور اس سے مدد چاہنا شرک ہے اس لئے کہ اللہ کے سوا کوئی فریاد رس نہیں لہذا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا غوث رضی اللہ عنہ، یا خواجہ رضی اللہ عنہ، کہنا بہت بڑا شرک ہے۔

برادرانِ اسلام یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ حقیقی فریاد رس اور مستقل طور سے مدد کرنا بلاشبہ اللہ جل شانہٗ کا کام ہے مگر کوئی مسلمان کسی بھی نبی یا ولی کو حقیقی فریاد رس نہیں سمجھتا۔ مخلوق کا مخلوق سے داد خواہی کرنا اور ایک مخلوق کا دوسرے مخلوق کی فریاد رسی کرنا خود قرآن سے

---

۱) هو اثبات الشريك فى الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام . (شرح العقائد النسفية ص ۷۷)

ثابت ہے۔ ''فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِی مِن شِیعَتِهِ عَلَی الَّذِی مِنْ عَدُوِّهِ ''(سورۃ القصص آیت ۱۵) یعنی موسیٰ علیہ السلام سے ان کے قومی شخص نے اپنے دشمن کے مقابل میں فریادی ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی مدد کی اور دشمن کو ہلاک کیا۔

حدیث شریف میں ہے جب کوئی شخص بحالتِ سفر راستہ بھٹک جائے تو ''یا عباد اللہ اعینونی '' کہے یعنی اے اللہ کے بندوں میری اعانت کروتو۔اللہ کے بندے اس کی ضرور رہبری کریں گے۔اور مدد فرمائیں گے نیز ارشاد باری ہے کہ '' واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ''(سورۃ البقرہ،آیت ۴۵)یعنی نماز اور صبر سے مدد طلب کرو۔صبر اور نماز بندوں کا فعل ہے تو کیا یہ غیر اللہ سے استعانت نہیں ہوئی۔اسی مضمون کی آیات اور احادیث صحیحہ بکثرت موجود ہیں۔ضرورت ان کا علم حاصل کرنے اور ان کو سمجھنے کی ہے۔ بلا علم وفہم شرک وکفر کہنا بیجا جرأت اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا موجب ہے۔

بے ادب محروم گشت از فضل رب

مسئلہ سوم وسیلہ:۔وسیلہ سے متعلق حکم الٰہی وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ہے۔(سورۃ المائدہ ۳۵) یعنی خدا کی جناب میں وسیلہ تلاش کرو۔لفظ وسیلہ عام ہے اور ہر وہ امر مراد ہے جو خدا تک رسائی کا ذریعہ ہو۔دینی کتب،مواعظِ حسنہ،استاذ صالح ،پیر کامل ۔اعمالِ صالحہ،خدا کے نیک بندے یہ سب شامل ہیں۔

جب کہ وَابْتَغُوا یعنی وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے تو پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور اولیاء کرام کا وسیلہ بنانا آخر ناجائز اور حرام کیوں ہے؟ وسیلہ طلبی عبادت نہیں کہ مشرکین کی بت پرستی پر قیاس کیا جا کر کفر وشرک کا حکم لگایا جائے۔ایسا ہی قیاس،قیاس ابلیسی ہے کہ جس سے بجز گمراہی اور کچھ حاصل نہیں اگر واقعی وسیلہ شرعاً ناجائز ہوتا تو ہر اذان کے بعد ''اٰت سیدنا محمد ن الوسیلۃ ''[1] کی دعا کا حکم نہ ہوتا حالانکہ پنج وقتہ اذان کے بعد ہر مسلم

---

۱)صحیح بخاری جلد ۱ .صفحہ ۸۶ کتاب الاذان باب الدعا عند النداء

یہ دعا کرتا ہے ''خدایا حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنا کر فضیلت کا اظہار فرما اور بلند مرتبہ عطا فرما اور روزِ قیامت ہم کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت سے بہر یاب فرما''۔

غور طلب یہ ہے کہ قیامت کے روز تو **لمن الملک الیوم** (سورۃ المؤمن ۱٦) کہا جائے گا یعنی آج حقیقی بادشاہی کس کی ہے؟ کل تک دنیا میں ہماری ہی دی ہوئی حکومت کی بناء پر مجازی بادشاہت پائی جاتی تھی۔ مگر آج یہ مجازی شاہی بھی ندارد ساری حکمرانی اللہ واحد قہار کی ہے۔ ایسے وقت تو رب وعبد کے درمیان کسی قسم کا کوئی حجاب نہ ہوگا۔ پھر اس دن کے لئے بھی وسیلہ ضروری قرار دیا گیا تو دنیا جہاں بندے اور مالک میں حجاب ہی حجاب ہے۔ وسیلہ کی ضرورت کا انکار بے عقلی اور لاعلمی نہیں تو اور کیا ہے۔ آخر مشرکین عرب جو حقیقت سے بے خبر تھے یہی تو کہتے تھے کہ راست ہم پر کتاب کا نزول کیوں نہ ہوا۔ ہمارے جیسے بندہ کو واسطہ بنانے کی ضرورت؟ فرشتوں کے نزول کے بجائے ہمارے جیسے انسان کو کیوں بھیجا گیا؟ ان کے ان سوالات کا یہی جواب دیا گیا کہ بلاواسطہ بشر انسانوں میں راست اخذ فیض کی صلاحیت نہیں اس لئے ''**بَعَثَ فِی الْأُمِّیّینَ رَسُولًا مِّنْهُمْ**'' (سورہ جمعہ آیت ۲)۔ امیوں میں سے ہی ایک شخص کو نبی بنا کر مبعوث کیا گیا۔ زمین پر فرشتوں کی آبادی ہوتی تو فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجا جاتا اور اگر انسان کے پاس فرشتہ کو بھیجا جاتا تو انسانی لباس میں بھیجا جاتا کیونکہ فیضانِ الٰہی کا حصول اپنے ہم جنس سے ممکن ہے غیر جنس سے نہیں۔

بہر حال قرآن کریم واحادیث شریفہ میں ان جملہ امور پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کو سیکھیں اور سمجھیں۔ جہل کا علاج جہل سے نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

وماعلینا الاالبلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿الاستفتاء﴾

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وفات یافتہ مسلمانوں کے حق میں دعاءِ مغفرت وصدقہ وخیرات کے علاوہ تلاوت قرآن،نفل نماز وروزہ وغیرہ جیسے بدنی عبادات کا ثواب ھدیہ کیا جائے تو اس کا ثواب ان کو پہونچتا ہے یا نہیں۔یہ تمام امورآخرت میں ان کے لئے شرعاً نفع رسانی کا ذریعہ ہونگے یا نہیں۔اس بارے میں ائمہ کرام وعلمائے اہل سنت کے درمیان کیا کوئی اختلاف پایا جاتا ہے؟ نیز عام مؤمنین ومؤمنات کے علاوہ صالحین امت صحابہ کرام وانبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ایصال ثواب کا کیا حکم ہے؟ جبکہ بعض اصحاب کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو وجہ تخلیق کائنات اور جنت کے اعلیٰ ترین منصب رفیعہ پر فائز رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایصال ثواب کی کیا ضرورت ہے؟۔

ایک طبقہ تو ایصال ثواب ہی کا سرے سے انکار کررہا ہے اور استدلال میں ان کی طرف سے قرآن پاک سورہ نجم کی آیت ۳۹ ’’وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ‘‘ کی جارہی ہے۔اس کا کیا جواب ہے۔نیز ان تمام امور کا کلام پاک واحادیث مبارکہ اور فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی میں جواب باصواب عنایت فرمایا جائے۔آیا اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿الافتاء﴾

حامداً وَّمصلیاً ومسلماً

از:۔مولانا مفتی سید شاہ **صادق محی الدین فہیم** حفظہ اللہ تعالیٰ (نائب مفتی جامعہ نظامیہ)

الجواب: وفات یافتہ اقرباء واحباب اور عام مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کے دو طریقے ہیں۔

۱)ایک تو ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے رحمت ومغفرت اور بخشش کی دعا مانگی جائے۔

کتاب اللہ سے یہ امر ثابت ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اولاد کو اپنے ماں باپ کیلئے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور اللہ کے فرشتے بھی اپنے رب کی حمد وتسبیح کے ساتھ زمین والوں کیلئے

مغفرت کی دعاء کرتے رہتے ہیں اور ایک جگہ ایمان والوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ فتح القدیر جلد۳ص ٦٦ میں ہے،

وکذا مافی کتاب اللہ تعالیٰ من الامر بالدعاء للوالدین فی قولہ تعالیٰ'' و قل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا ومن الاخبار باستغفار الملائکۃ للمؤمنین قال تعالیٰ والملٰئکتہ یسبحون بحمد ربھم و یستغفرون لمن فی الارض وقال تعالیٰ فی آیۃ اخری الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم و یؤمنون بہ ویستغفرون للذین آمنوا و ساق عبارتھم ربنا وسعت کل شیٔ رحمۃ وعلما فاغفر للذین تابوا واتّبعوا سبیلک و قھم عذاب الجحیم''

چنانچہ نماز جنازہ کا مقصود بھی یہی ہے جیسے کہ مسلم شریف کی ایک روایت جس کے روای عوف بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک میت کے جنازے پر یہ دعا پڑھی،

اللھم اغفر لہ و ارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد و نقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الا بیض من الدنس و ابدلہ دارا خیرا من دارہٖ واھلا خیرا من اھلہ و زوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار. (مسلم جلد ا . کتاب الجنائز فصل فی الدعاء للمیت ص ۳۱۱)

ترجمہ: اے اللہ! اس بندے کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما اسے عافیت نصیب فرما اور اس کو معاف فرما اور اس کی باعزت مہمانی فرما اور اس کی قبر کو اس کیلئے وسیع و کشادہ فرما اور اس کو پانی سے اور برف سے اور اولوں سے نہلا دے (یعنی پاکی وٹھنڈک نصیب فرما) اور اسے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف فرما دے جیسے تو نے اُجلے سفید کپڑے کو میل وکچیل سے پاک وصاف فرمایا ہے اور اس کو اس کے دنیا کے گھر کے بدلے آخرت کا اچھا و بہتر گھر ،گھر والوں کے بدلے اچھے گھر والے اور رفیق حیات کے بدلے بہتر اور اچھی رفیق حیات

نصیب فرما اور اسے جنت میں داخل فرما، عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اس کو پناہ عطا فرما۔
راویٔ حدیث آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دہنِ مبارک سے یہ دعاء سن کر آرزو کرنے لگے کہ کاش یہ میت میں ہوتا اور ایک حدیث پاک میں وارد ہے جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز ادا کرے جس کی گنتی سو تک پہنچ جائے اور وہ تمام اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی سفارش کریں تو ان کی سفارش ودعاء ضرور قبول ہوگی۔

عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه و اٰلهٖ وسلم قال ما من میت تصلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الاشفعوا فیه. (مسلم جلد اول ص ۳۰۸ کتاب الجنائز)

اور اسی باب میں مذکور مسلم شریف کی ایک اور روایت میں چالیس مسلمانوں کے نماز جنازہ ادا کرنے پر اور ابوداؤد (جلد دوم صفحہ ۴۵۱) کی روایت میں تین صفوں پر مشتمل افراد کے نماز جنازہ پڑھنے پر بھی گناہوں کی بخشش اور جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ اور اسی طرح زیارت قبور کا جہاں ایک مقصد حدیث پاک کی رو سے دنیا سے بے رغبتی اس کی بے ثباتی کا یقین اور موت وآخرت کی یاد ہے وہیں اس کا دوسرا مقصد اپنے لئے اور اہلِ قبور کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے بخشش ورحمت کی دعاء کرنا، ان کے اور اپنے حق میں عافیت مانگنا ہے۔ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی یہ عمل فرمایا ہے اور اپنی امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال مر النبی صلی الله علیه و اٰلهٖ وسلم بقبور بالمدینة فاقبل علیهم بوجهه فقال السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر. (ترمذی جلد اول ص ۲۰۳ ابواب الجنائز)

عن بریدة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه و اٰلهٖ وسلم یعلمهم اذا خرجوا الی المقابر السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاء الله بکم لاحقون نسأل الله لنا ولکم العافیة. (رواہ مسلم ص ۳۱۴ کتاب الجنائز)

۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کی طرف سے کوئی کارِ خیر کر کے یا کوئی صدقہ کر کے اس کا

ثواب ان کو پہنچایا جائے یہ بھی احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و الٰہ وسلم نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی دی اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم نے دوسروں کے لئے کارِ خیر فرما کر ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے کارِ خیر کرنے کی ترغیب دی ہے جیسا کہ فتح القدیر جزء ثالث (باب الحج عن الغیر ص ۶۵) میں ہے، **لما روی عن النبی ﷺ انه ضحی بكبشين املحين احد هما عن نفسه والاخر عن امته ممن اقرّ بوحدانية الله تعالیٰ وشهدله بالبلاغ جعل تضحية احدى الشأتين لامته.**

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں جبکہ وہ موجود نہیں تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم میرے غیاب میں میری والدہ فوت ہو چکی ہیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو اس کا نفع پہنچے گا؟۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہاں ضرور پہنچے گا عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ (مخراف) اپنی ماں کے لئے صدقہ کر دیا۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما ان سعد ابن عبادة توفيت امه وهو غائب عنها فقال يارسول الله ان امی توفيت واناغائب عنها أينفعها شئی ان تصدقت به عنها قال نعم ، قال فانی اشهدک ان حائطی المخراف صدقة عليها. (بخاری جلد دوم ص ۳۸۶، نسائی جلددوم ص ۱۳۳ موطأ امام مالک ص ۳۷۰)

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ سو غلام آزاد کئے جائیں اور اس کو اسلام کی نعمت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کی وفات کے بعد حسبِ وصیت اس کے ایک بیٹے ھشام نے پچاس غلام آزاد کئے اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے باقی پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا اور عرض کیا، کیا میں اپنے باپ کی طرف سے اور پچاس غلام آزاد کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تمہارے والد اسلام کی دولت لے کر دنیا سے رخصت ہوتے تو پھر تم ان کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اس کا ثواب ان کو ضرور پہونچتا۔ **انه لو كان مسلما فاعتقتم عنه اوتصدقتم عنه او**

حججتم عنه بلغه ذلک (ابو داؤد ج ۲ اول کتاب الوصایا ص ۳۹۹)

ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میرے ماں باپ کے دنیا سے گزر جانے کے بعد ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی کیا کوئی صورت میرے لئے باقی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان کے لئے دعا واستغفار کر کے اور ان کی وفات کے بعد ان کی وصیت جاری کر کے اور ان کے رشتداروں کے ساتھ صلہ رحمی کر کے اور انکے دوستوں کے ساتھ عزت واحترام کا معاملہ کر کے (تم ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک کو جاری رکھ سکتے ہو)

عن ابی أسید الساعدی قال بین نحن عندرسول الله ﷺ اذجاء ہ رجل من بنی سلمة فقال یا رسول الله ﷺ هل بقی من برابوی شیء ابرهما به بعد موتهما قال نعم الصلوة علیهما والا ستغفار لهما و انفاذعهد هما من بعد هما وصلة الرحم التی لاتوصل الابهما واکرام صدیقهما. (رواہ ابوداؤد ج ۲، ص ۷۰۰ کتاب الادب وابن ماجه مشکوة ص ۴۲۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے والدین یا ان دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہو گئے تھے اور وہ ان دونوں کا نافرمان تھا ان کی وفات کے بعد ان کے حق میں دعاء واستغفار کے عمل کو جاری رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ماں باپ کے فرمانبرداروں میں لکھ دیا۔

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان العبد لیموت والداه اواحدهما وانه لهما لعاق فلا یزال یدعولهما ویستغفرلهما حتی یکتبه الله بارا. (مشکوة ص ۴۲۱)

مرحومین کے لئے جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، ھدیہ وتحفہ انکی خدمت میں بھیجنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ایصال ثواب۔

اب رہا ایصال ثواب کی نوعیت تو اس میں علماء امت کے درمیان اختلاف ہے۔

ائمہ اربعہ میں حضرت امام مالک اور امام شافعی رحمھما اللہ تعالیٰ دعاء وصدقات کے ذریعہ ایصال ثواب کو درست جانتے ہیں۔ تلاوت قرآن و خالص بدنی عبادات جیسے نفل نماز، و روزہ کا ایصال ثواب ان کے یہاں درست نہیں۔ البتہ متاخرین علماء شوافع نے اس (تلاوت قرآن) کے جواز کا فتویٰ دیا ہے بشرطیکہ میت سامنے ہو۔ اگر میت سامنے نہ ہو تو قرأت کے بعد میت کے لئے دعاء کی جائے اس لئے کہ جہاں قرأت ہوتی ہے وہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس لئے قرأت کے بعد قبولیت دعاء کی زائد امید ہے سیدالائمہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور جمہور علماء دعاء وصدقہ کیساتھ ہر نفل عبادت وتلاوتِ قرآن کے ایصالِ ثواب کے قائل ہیں۔ خواہ وہ نفل نماز ہو کہ نفل روزہ نفل صدقہ ہو کہ نفل قربانی ونفل حج، دعاء واستغفار ہو کہ حمد وتسبیح، ذکر باری تعالیٰ ہو کہ درودشریف کا ورد، جیسا کہ فتاویٰ شامی باب صلوة الجنائز، مطلب فی القراء ة للمیت واھداء ثوابھاله، جلد ا ص ٦٦٦ میں ہے۔

صرح علماء نافی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة اوصوما او صدقة او غیرها کذا فی الهدایة بل فی زکاة التاتارخانیه عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شی هو مذهب اهل السنة والجماعة لکن استثنی مالک والشافعی العبادات البدنیة المحضة کا لصلاة و التلاوة فلا یصل ثوابها الی ا لمیت عند هما بخلاف غیرها کا لصدقة والحج اقول ما مرعن الشافعی هو المشهور عنه والذی حرره المتأ خرون من الشافعیة وصول القرائة للمیت اذا کانت بحضرته او دعی له عقبها ولو غائبا لان محل القرائة تنزل الرحمة والبرکة والدعاء عقبها ارجی للقبول ومقتضاه ان المراد انتفاء المیت بالقراء ة لا حصول ثوابها له ۔ امام محی الدین نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المھذب ج ۵ ص ۳۱۱ میں لکھا ہے، زیارت قبر کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر ممکن ہو قرآن پاک کی تلاوت کرے اس کے بعد اہل قبور کے لئے دعاء کرے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میں اپنے والدین کے ساتھ ان کی زندگی میں حسن سلوک کیا کرتا تھا۔اب ان کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیکی کا کیا طریقہ ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھو،اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھو۔

ان رجلا سأله صلی الله علیه و اٰله وسلم فقال کان لی ابوان ابر هما حال حیا تهما فکیف لی ببرهما بعدموتهما فقال له صلی الله علیه وسلم ان من البربعد الموت ان تصلی لهما مع صلوتک وتصوم لهما مع صیامک.

(فتح القدیر ج ۳ باب الحج عن الغیر ص ۶۵ بحواله دار قطنی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے دریافت کیا گیا ہم جو اموات کے لئے دعا کرتے ہیں یا ان کے لئے صدقہ کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں کیا اس کا ثواب ان کو پہونچتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ و اٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ صرف ان کو اس کا ثواب پہونچتا ہے بلکہ وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم کسی کے ہدیہ وتحفہ کے طبق سے خوش ہوتے ہو۔

عن أنس انه سأله صلی لله علیه وسلم فقال یا رسول الله انا نتصدق عن موتانا و نحج عنهم وندعو لهم فهل یصل ذلک الیهم قال نعم انه لیصل الیهم وانهم یفرحون به کما یفرح احدکم بالطبق اذا اهدی الیه.

(فتح القدیر ج ۳ ص ۶۶)

اموات پر سورہ یسین پڑھنے کی آپ نے ترغیب دی ہے اور قبرستان سے گذر ہو تو ایک روایت میں سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھنے اور اس کا اجر وثواب اموات کو ھبہ کرنے کی ہدایت ارشاد فرمائی گئی ہے۔اس لئے دیگر عبادات مالیہ و بدنیہ کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب بھی مرحومین کو ایصال کیا جا سکتا ہے۔حسبِ صراحت بالا بحوالۂ شامی تلاوت قرآن یا کوئی کارخیر کرکے۔ایصال ثواب کرنے والا بھی اس کے اجر سے محروم نہیں رہتا اور

جن جن کے لئے اس نے ایصال ثواب کی نیت کی ہے ہر ایک کو بغیر تقسیم ہوئے پورا پورا اجر و ثواب ملتا ہے۔ اس لئے علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ نفل صدقہ کر کے ایصال ثواب کرنے والے کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام مومنین و مومنات کے لئے نیت کرے کیوں کہ ہر ایک کو اس کا ثواب ملتا ہے اور ایصال کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

وعنه صلى الله عليه وسلم اقرؤا على موتاكم يٰسين . (رواه ابوداؤد ، فتح القدير جلد ۳ ص ٦٦ كنزالعمال جلد ١٥ ص ٦٥٥)

عن علی رضی الله عنه من مر علی المقابر فقرأ فيها قل هو الله احد. احدى عشرة مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات(فتح القدير ج۳ ص ٦٥،٦٦)

وقد منا فی الزكوة عن التاتار خانية عن المحيط الافضل لمن يتصدق نفلا ان ينوی لجميع المؤمنين و المؤمنات لا نها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئ. (شامی ج۲ ص ٥٩٥)

ایک حدیث شریف میں وارد ہے قبر میں میت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں ڈوب رہا ہو تو جس طرح وہ دوسروں کی مدد دستگیری کا متمنی رہتا ہے اسی طرح میت بھی قبر میں زندوں کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کی منتظر رہتی ہے۔ جب ان کی دعا و ہدیہ اس کو مل جاتا ہے تو وہ ایسے مسرور وشادماں ہو جاتی ہے جیسے دنیا و مافیہا کی نعمتیں اس کو مل گئی ہوں اس میت کو اللہ سبحانہ اپنے فضل سے اس کا ثواب کئی گنا اضافہ کر کے عطا فرماتا ہے، اور زندوں کا تحفہ اموات کے حق میں دعاء مغفرت ہے۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب **شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور** ص ۲۰٦ میں ہے" **واخرج البيهقی فی شعب الايمان و الديلمی عن ابن عباس قال قال النبی صلى الله عليه واله وسلم ماالميت فی قبره الاشبه الغريق المتغوث ينتظر دعوته تلحقه من أب أوأم أو ولد أو صديق ثقة فاذا لحقته كانت احب اليه من الدنيا وما فيها وان الله ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل**

الارض امثال الجبال و ان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم'' مرحومین کے حق میں دعاء مغفرت کی جائے یا کوئی صدقہ یا نیک عمل (جیسے تلاوت قرآن نفل نماز وروزہ وغیرہ اداء) کر کے اس کا ثواب ان کو پہونچایا جائے۔ یقیناً آخرت میں یہ سب امور ان کے لئے نفع رسانی کا ذریعہ ہیں۔صراحت بالا کے مطابق یہ بات نصوص شرعیہ سے ثابت ہے۔

عام مؤمنین ومؤمنات کے ساتھ صالحین امت، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وانبیائے کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم، یہاں تک کہ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے بھی ایصال ثواب شرعا درست ہے۔ بعض حضرات جواس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وجہ تخلیق کائنات اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جنت کے اعلیٰ ترین درجہ ومرتبہ پر فائز ہونا یقینی ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایصال ثواب کی کیا ضرورت ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ جیسا کہ ذکر کیا گیا اس سے بھی کہیں ارفع واعلیٰ اور ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کے مصداق ہے۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یقیناً ہمارے ایصال ثواب کی چنداں احتیاج نہیں۔ لیکن ہمارا ایصال ثواب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نسبت ومحبت اور ربط وتعلق کے اظہار کا ذریعہ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہم پر بے شمار احسانات کے اعتراف کا ایک چھوٹا سا نذرانہ۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عنایات وتوجہاتِ عالیہ کو اپنی طرف منعطف کروانے اور آپ کے فیوضات عالیہ سے مستفیض ہونے اور اپنے قلوب کو مستنیر کرنے کی ایک حقیر ترین کوشش ہے جو یقیناً ہم گنہگارانِ امت کے لئے کفارہ سئیات اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مراتب عالیہ و درجات رفیعہ میں مزید از دیاد واضافہ کا باعث ہے خود حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی امت کو اس کی ہدایت فرمائی ہے ارشاد مبارک ہے اذان کے بعد جو امتی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے وسیلہ وفضیلۃ یعنی اللہ سبحانہ کے پاس محبوبیت ومقبولیت کے مقام خاص الخاص جنت کے اعلیٰ ترین مقام اختصاص وفضیلت کے ساتھ مقام

محمود یعنی آخرت کے عظیم مقام شرف ومنزلت کے لئے دعاء کرے گا وہ آخرت میں آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چشمِ عنایت اور شفاعت کا یقینی مستحق ہوگا۔

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة اٰت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاماً محموداً ن الذى وعدته حلت له شفاعتى يوم القيامة. (رواه البخارى ج ا ص ٨٦)

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے دعا کرنے کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے کارِ خیر کرنے اور اس کی نیت آپ کی طرف سے کرنے کی ہدایت بھی ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ذات عالیہ کی طرف سے قربانی اداء کرنے کی وصیت فرمائی اور تعمیل وصیت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے وہ قربانی اداء کیا کرتے تھے۔

عن جنبش قال رأيت عليا يضحى بكبشين فقلت له ماهذا؟ فقال ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اوصانى ان اضحى عنه فانا اضحى عنه(رواه ابوداؤد باب الاضحيه عن الميت جلد ٢ ص ٣٨٥)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وصیت کے بغیر آپ کے لئے بکثرت عمرے کرنا ثابت ہے۔**الاترىٰ ان ابن عمر كان يعتمر عنه صلى الله عليه واله وسلم عمرا بعد موته من غير وصية.**(شامی جلد ا ص٦٦٦)

اور صالحین امت میں سے ابن موفق علیہ الرحمۃ کا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ستر مرتبہ حج کرنا اور ابن سراج علیہ الرحمۃ کا دس ہزار سے زائد مرتبہ قرآنِ پاک کا ختم کرنا اور اسی کے مثل قربانی دینا ثابت ہے۔

وحج ابن الموفق وهو فى طبقة الجنيد عنه صلى الله عليه واله وسلم سبعين حجة و ختم ابن سراج عنه صلى الله عليه واله وسلم اكثر من عشرة الاٰف ختمة وضحى عنه مثل ذلك.(رد المختار ج ا ص ٦٦٩)

قرآن پاک کی آیت مبارکہ ''إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً (احزاب، ۵۶)اس بارے میں حجت ہے جس کی تعمیل میں آپ کی حیات طیبہ ہی سے مسلمان درود پاک اورصلوۃ وسلام کا نذرانہ بارگاہ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرر ہے ہیں اور قیامت تک حاصل کرتے رہیں گے۔

نیز شامی ج ا ص ۶۶۷ میں ہے **قلت و قول علماء نا ان يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبی صلی الله عليه واله وسلم فانه احق بذلک حيث انقذنا من الضلالة ففی ذلک نوع شکر و اسداء جميل له و الکامل قابل لزيادة الکمال وما استدل به بعض المانعين من انه تحصيل الحاصل لان جميع اعمال امته فی ميزانه يجاب عنه بانه لامانع من ذلک فان الله تعالیٰ اخبرنا بانه صلی عليه ثم امرنا بالصلوة عليه بان نقول اللهم صل علی محمد ....والله اعلم**

قرآن پاک کی آیت مبارکہ ''**وان ليس للانسان الاماسعی** ''(یعنی انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ سعی وکوشش کرے) سے جو طبقہ نفس ایصال ثواب کا منکر ہے گویا وہ نصوص شرعیہ کے انکار کا مرتکب ہورہا ہے۔اس لئے اس کے گمراہ اور خلاف حق ہونے میں کوئی کلام نہیں۔اس آیت پاک سے زندہ اصحاب کے اعمال خیر سے مرحومین کو نفع نہ پہونچنے کی توجیہ درست نہیں بلکہ علماء اہل سنت نے جو توجیہہ بیان کی ہے وہ درست ہے وہ یہ کہ ایک شخص اگر دوسرے فرد کے بدلے اس کا فرض عمل کرے جیسے اس کی فرض نماز کے عوض یہ نماز پڑھ لے تو اس دوسرے فرد سے وہ فرض ساقط نہیں ہوگا۔یہی بات فرض روزوں وغیرہ کے بارے میں کہی جائے گی۔(البتہ زکوۃ وحج کے بارے میں حکم کچھ مختلف ہے)اب رہا کسی نیک عمل یا صدقے کا نفع دوسرے کو نہ ملنا اس صورت میں ہوگا جب کے وہ اس کو اپنے لئے مخصوص رکھے لیکن اگر وہ اس کی نیت دوسروں کے لئے کرلے تو یقیناً عمل کرنے والے کے ساتھ ان کو بھی یقیناً ثواب ملے گا۔جیسا کہ صاحبِ مدارک التنزیل سورۃ النجم کے مذکورہ آیت کی تفسیر میں ایصال ثواب کا اثبات کرتے ہوئے لکھتے ہیں، '' **واما ما صح فی الاخبار**

من الصدقة عن الميت والحج عنه فقد قيل ان سعى غيره لمالم ينفعه الامبنيا على سعى نفسه وهو ان يكون مؤمنا كان سعى غيره كانه سعى نفسه لكونه تابعاله وقائما لقيامه ولان سعى غيره لاينفعه اذا عمله لنفسه ولكن اذانوى به وهو بحكم الشرع كالنائب عنه والوكيل القائم مقامه قرآن واحادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دعاء مغفرت ونیک اعمال کے ایصال ثواب سے مرحومین کو اللہ سبحانہ آخرت میں اپنے فضل سے اس کا نفع وثواب عطا فرماتے ہیں یہ بات حدتواتر کو پہونچ چکی ہے۔

فتح القدير ج ٣ ص ٦٦ باب الحج عن الغير میں ہے فهذه الاثار وما قبلها ومافى السنة ايضا من نحوها عن كثير قد تركناه لحال الطول يبلغ القدر المشترک بين الكل وهو أن من جعل شيئا من الصالحات لغيره نفعه الله به مبلغ التواتر فقط. والله اعلم وعلمه اتم .

شرح دستخط

صح الجواب
[signature]
صدر الشیوخ

مولانا مفتی سید شاہ صادق محی الدین صاحب
نائب مفتی جامعہ نظامیہ

حضرت العلام رئیس المفسرین سید شاہ طاہر الرضوی القادری صاحب قبلہ
صدرالشیوخ جامعہ نظامیہ

الجواب صحیح
[signature]
شیخ الحدیث

اصاب المجیب
[signature]
شیخ الادب

مولانا محمد خواجہ شریف صاحب
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

مولانا محمد عبداللہ قریشی الازہری صاحب
شیخ الادب جامعہ نظامیہ وخطیب مکہ مسجد

فہرست مطبوعات مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ

تالیفات حضرت شیخ الاسلام مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمہ بانی جامعہ نظامیہ

نمبر	نام کتاب	زبان	موضوع	قیمت
1	مقاصد الاسلام۔حصہ اول	اردو	اخلاق،تمدن،فقہ اور کلام پر بحث	50/-
2	مقاصد الاسلام حصہ دوم	,,	عقل و درایت پر عالمانہ بحث	40/-
3	مقاصد الاسلام حصہ سوم	,,	انسان کی ترکیب، خلق روح کا حال معرفت الٰہی پر مدلل بحث	50/-
4	مقاصد الاسلام حصہ چہارم	,,	تحصیل علوم عربیہ مطابق نصاب نظامیہ پر ایک دلچسپ بحث، فضائل حج	50/-
5	مقاصد الاسلام حصہ پنجم	,,	تصوف کی تعریف معرفت الٰہی ، سزاجزا حالات جنت و دوزخ پر عقلی بحث	80/-
6	مقاصد الاسلام حصہ ششم	,,	عبداللہ بن سبا کے حالات ۔شہادت حضرت عثمانؓ،فضیلت تقویٰ کا بیان	80/-
7	مقاصد الاسلام حصہ ہفتم	,,	عجائب جسمانی کے طبی حالات ، وحی کے اقسام،عشق حقیقی،شریعت کی ضرورت	50/-
8	مقاصد الاسلام حصہ ہشتم	,,	تفسیر سورۂ ناس سے متعلق چند ارشادات و مضامین	80/-
9	مقاصد الاسلام حصہ نہم	,,	معجزات نبی کریم ﷺ کا بیان	50/-
10	مقاصد الاسلام حصہ دہم	,,	حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کے واقعات	40/-
11	مقاصد الاسلام حصہ یازدہم	,,	ضرورت اتباع صحابہ، فضائل نبی کریم ﷺ	50/-
12	حقیقۃ الفقہ حصہ اول و دوم		محدثین و فقہا کے فرائض منصبی ، حدیث، فقہ و اجتہاد پر مدلل بحث	300/-
13	کتاب العقل	اردو	عقل کی حقیقت کہاں تک دینی ابواب میں چل سکتی ہے، حکمت قدیمہ و جدیدہ کا بیان	400/-

نمبر	کتاب	زبان	موضوع	قیمت
14	انواراحمدی	اردو	نبی کریم ﷺ کے فضائل	200/-
15	انوارالحق	اردو	مرزاغلام احمد قادیانی کے رد میں	60/-
16	الکلام المرفوع	اردو	حدیث موضوع پر مکمل بحث	50/-
17	شمیم الانوار (فارسی کلام منظوم)			20/-
18	خلق افعال	اردو		20/-
19	خدا کی قدرت	اردو		20/-
20	انواراللہ الودود	اردو		20/-
21	افادۃ الافہام حصہ اول ودوم	اردو	مرزاغلام احمد قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا مسکت رد	زیرطبع
22	انوارالتجید	اردو	مسائل توحید پر مدلل بحث	زیرطبع
23	**نشر المرجان فی رسم نظم القرآن** حصہ اول تا ہفتم۔عربی		قرآن کے رسم خط نظم قرآن واختلاف قواعد تجوید کا بیان	زیرطبع
24	روح الایمان فی آیات تشریح القرآن		مؤلفہ مولوی فتح الدین از برخوشابیؒ	زیرطبع
25	حیاۃ الانبیاء وترجمہ انباء الاذکیا (اردو)		مؤلفہ مولوی حفیظ اللہ خاں علیہ الرحمہ آنخضرت ودیگرانبیاء کی حیات	20/-
26	مکارم الحفظہ (اردو)		از مولوی حفیظ اللہ خاںؒ ۔حفاظ قرآن کے آداب وفضائل	20/-
27	السمع الاسمع خطبہ بےنقطہ(عربی)		ازمؤلفہ مولوی احمد مکرم عباسیؒ چریاکوٹی	زیرطبع
28	العروۃ الوثقی (عربی)		از مولوی غلام محمد برہان الدینؒ ، رویت فضائل۔رؤیت آنخضرت ﷺ	زیرطبع
29	الوسیلۃ العظمیٰ		ازمولوی غلام محمد برہان الدینؒ، جواز قیام وقت ذکر میلاد آنخضرت ﷺ ،فضیلت مکہ معظمہ ومدینہ منورہ	زیرطبع
30	فوزالمرام (اردو)		ولی اورولایت کی تعریف میں مدلل بحث	80/-

نمبر	کتاب	تفصیل	قیمت
31	الانوار البھیہ فی الاستعانتہ من خیر البریہ (اردو)	استعانت از رسول کریم ﷺ	200/-
32	سفرنامہ حرمین شریفین (اردو)	مؤلفہ مولوی محی الدین حسینؒ دہلوی سفر حرمین شریفین کے حالات	زیر طبع
33	خیر المواعظ۔جلد اول (عربی ترجمہ فارسی)	مولوی محمد زماں خاں شہیدؒ مسائل طہارت وصلوۃ وزکوٰۃ صیام، حج، نکاح، وطلاق کا بیان	زیر طبع
34	خیر المواعظ جلد ثانی	مضامین متعلق خانہ داری وآداب اسلام کی بحث	زیر طبع
35	مذہب منصور (اردو)	مؤلفہ مولوی منصور علی خاں ۔ اصطلاحات صوفیہ وجودیہ واسماء وصفات الٰہیہ کی تفصیل	زیر طبع
36	ہدایۃ الترتیل۔جلد اول (اردو)	مؤلفہ سید عبدالحی بخاری۔قرآن مجید صحیح	زیر طبع
37	ہدایۃ الترتیل جلد دوم (اردو)	قرآن شریف کے لغات عجیب بہ ترتیب حروف تہجی	زیر طبع
38	مرجع غیب (اردو)	مؤلفہ مولانا سید غوث الدین قادری علم غیب کی بحث	80/-
39	اصطلاحات الصوفیہ (عربی)	مؤلفہ مولوی کمال الدین اصطلاحات صوفیہ کی شرح	50/-
40	شرح الحجب والاستار (عربی)	مؤلفہ علامہ روزبھانؒ فن تصوف کا ایک بے نظیر رسالہ	زیر طبع
41	عمران القلوب (اردو)	مؤلفہ مولوی معوان حسینؒ۔بغرض حصول فیض و برکات، زیارت مزارات کے جواز پر بحث	100/-
42	انوار العاشقین (اردو)	ذکر ولادت آنحضرت ﷺ وحالات صحابہ واہلبیت	زیر طبع
43	تحقیق مسح الجوربین (فارسی)	یہ رسالہ تحقیق مسح الجوربین میں لاجواب ہے	زیر طبع
44	فیصلہ شاہ صاحب دہلوی (اردو)	وحدۃ الوجود کا ثبوت آیات قرآنی واحادیث سے	زیر طبع

نمبر	کتاب	تفصیل	قیمت
45	ثبوت ذکر جہر (اردو)	ذکر جہر کا ثبوت فتاوی واحادیث سے	زیر طبع
46	تحفۃ السالکین (اردو)	سلوک وطریقت، افکار واشغال کا بیان	زیر طبع
47	تفسیر سورہ اعلیٰ (فارسی)	سورہ اعلیٰ کی تفسیر	زیر طبع
48	الدلیل الاظہر (اردو)	پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے یا پتھر سے پاک کرنے کا ثبوت	زیر طبع
49	سخاوت الشرافت (اردو)		زیر طبع
50	شعائر اللہ فی فضائل شعر رسول اللہ (اردو)	موئے مبارک آنحضرت ؐ کی فضیلت	20/-
51	رفع الحجاب من مسئلۃ الخضاب (اردو)	مہندی وتیل کے خضاب کا ثبوت	200/-
52	احکام اللحیٰ فی احکام اللحیٰ (اردو)		200/-
53	القول الاظہر (اردو)	مؤلفہ مولوی معین الدینؒ	زیر طبع
54	نقشہ جات فقہ (اردو)	مولوی عبید اللہ منشی فاضل	زیر طبع
55	فتاوی نظامیہ	مؤلفہ مولانا محمد رکن الدین سابق مفتی جامعہ نظامیہ طہارت، زکوٰۃ، صوم، نکاح، ایمان وقف وغیرہ	200/-
56	مطلع الانوار	سوانح حیات حضرت شیخ الاسلامؒ	50/-
57	نقشہ انوار الفرائض (اردو)	مؤلفہ مولوی فتح الدین از برخوشابی نقشہ جات احکام توریث اسلام وہنود	زیر طبع
58	الحجۃ البازغہ (عربی)	مؤلفہ مولوی برکات احمد ۔ حکماء ٹونکی کا استدلال صورت جسمیہ پر	80/-
59	سلام الاسلام (اردو)	مؤلفہ مولوی کاظم حسینؒ شفیۃ نقوی کنتوری	20/-
60	فیصلہ آسمانی (اردو)	مؤلفہ مولوی سید ابواحمد رحمانی۔ فرقہ قادیانی کی تردید	20/-
61	غایۃ البیان فی مسائل صیام رمضان (اردو)	مولوی محمد حسین خان میسوری روزہ کے مسائل	20/-

نمبر	نام کتاب	کیفیت	قیمت
62	شروط الائمة الخمسه (عربی)	مؤلفہ مولوی ابوبکر محمد بن موسیٰؒ	10/-
63	شروط ائمة السته (عربی)	مؤلفہ مولوی ابوالفضل محمد بن طاہر اصول وشرائط حدیث کا بیان	10/-
64	خلاصه ملتقی الابحر (عربی)	مؤلفہ مولوی غلام ابراہیم حلبی کی مشہور فقہ حنفی کی کتاب کا انتخاب	زیر طبع
65	معجم المصنفین۔حصہ اول تا چہارم (عربی)	اس حصہ میں جملہ علوم وفنون بیان کئے گئے ہیں	زیر طبع
66	شمائل الاتقیاء (فارسی)	مؤلفہ حضرت شیخ رکن الدین عماد الدین و سر کا شانی خلدآبادی مسائل تصوف میں	زیر طبع
67	فتاویٰ لبس حریر وابریشم (اردو)		30/-
68	فتاویٰ نوازل	ابواللیث سمرقندیؒ	زیر طبع
69	سرمایہ نجات تلنگی	مترجمہ غلام محمد صاحب شوق	زیر طبع
70	تفسیر مظہری۔اول ودوم	مولانا ثناءاللہ پانی پتیؒ	زیر طبع
71	حمایت الصلواۃ اول۔دوم	مولانا محمد عظیم الدین صاحبؒ	250/-
72	زکواۃ انگریزی		10/-
73	مختاراب الادب زیدان بدران (عربی)		70/-